ادیب سہیل

قانونِ سِتار - ایک جائزہ

The compiler and author of *"Qanoon-e-Sitar"* Syed Safder Hussain Khan was the Extra Assistant Comissioner Bahadur Muntazim of Patodi state. This book was published in 1378 A.H. (1871 A.D.). It deals with music. The present article highlights the research and contents of this book, particularly with reference to the stringed instrument known as Sitar.

❖•❖•❖•❖•❖•❖

''قانونِ سِتار'' کے مولف و مصنف سید صفدر حسین خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر منتظم ریاست پاٹودی ہیں۔ کتاب کا سنہ اشاعت ۱۲۸۸ ہجری مطابق ۱۸۷۱ء ہے۔ اس سے پہلے کہ قانون ستار سے متعلق بات آگے بڑھائی جائے۔ میں قارئین کی دلچسپی کے لیے یہ بتاتا چلوں کہ ایسی نادر و نایاب کتاب کسی کتاب کی دکان میں دستیاب نہیں ہوتی یہ تو ریڑھے پر بکنے والی پرانی کتب میں گاہے گاہے دیکھی جاتی ہے۔ جسے کوئی ضرورت مند گھر والی ردی کاغذ سمجھ کر بیچ دیتی ہے۔ قانون ستار ایسی ہی ایک کتاب ہے جو ڈھاکے شہر کے ایک ریڑھے والے سے دستیاب ہوئی تھی۔

موسیقی سے مجھے نوعمری سے عشق ہے۔ اسے میں نے سید نور کے قیام میں حبیب اللہ خاں سے سیکھا تھا۔ حبیب اللہ خاں پیشے کے اعتبار سے ریلوے ورکشاپ میں سنٹ جارج مین تھے۔ ستار بہت اچھا بجاتے تھے۔ ضرب بہت کومل تھی۔

Scanned by CamScanner

اتوار کے اتوار میں اپنے ریلوے کوارٹر (سید پور میں) میں ایک محفل سجاتا تھا جس میں حبیب اللہ خان، ان کے شاگرد حفیظ اللہ اور دو نامی گرامی فرد موسیقی ہوتے تھے۔ اسحاق صاحب اور قاسم خان، ایک ریلوے کارکن طبلہ نواز (نام یاد نہیں) شریک ہوتے تھے۔ قاسم خاں دربھنگے کے نامور رئیس دربھنگی خاں کے صاحبزادے تھے۔ عمر پچاس کے اوپر تھی۔ سرود اچھا بجاتے تھے۔ اسحاق صاحب ہارمونیم بجانے کے لیے شہرت رکھتے تھے۔ وہ بھی سید پور ریلوے ورکشاپ میں ملازمت تھے۔ کلکتہ کے نامور ٹھمری گائیک بھیا جی گنپت راؤ کے چہیتے شاگرد ڈیوک مورس سے کلاسیکی موسیقی بالخصوص ٹھمری میں ماہرانہ دسترس حاصل کی تھی۔ ان کے علاوہ میرے دوسرے دروازہ کے پڑوسی ملک ریاض الدین حیدر بھی اس مختصر بزم کے رکن رکین تھے۔

یہ زمانہ ساٹھ کی دہائیوں کا تھا۔ سقوط ڈھاکا کے بگل کی آواز سنائی دینے اور پیروں تلے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔ ہر شخص بے چین ایک بھاگم بھاک کا منظر! ہم نے ابھی حبیب اللہ خاں سے ستار سیکھنا ہی شروع کیا تھا اور دو تین گت پر ہاتھ رواں ہی کیا تھا کہ سقوط کی آہٹ محسوس ہونے لگی۔ سارے اثاثے اونے پونے بیچ ڈالے گئے۔ کتابیں سید پور میں رہ جانے والے دوستوں کو دیے دیں صرف چند خاص خاص کتابوں کو ایک جھولے میں رکھ لیا۔ انہیں میں حکیم کرم امام خان کی معدن الموسیقی، معارف النغمات، غنچہ راگ، قانون ستار اور اصول النغمات آصفیہ اور دیگر موضوعات پر چند اک اور کتب!

تو جناب ''قانون ستار'' میرے ساتھ سقوط ڈھاکہ سے پہلے اور بعد کے سارے غم جھیلتی ہوئی میرے ساتھ کراچی چلی آئی اور اب ''دریافت'' اسلام آباد کی بدولت اس قابل ہوئی کہ اس کی رونمائی اس کے صفحات پر ہونے جاری ہے اور میں سوچ کر مسرور ہوا جاتا ہوں کہ تاریخ کا یہ خزانہ تاریخ کے حوالے ہو رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ "قانون ستار" کا پر بات کہاں سے شروع کی جائے اور کیسے شروع کی جائے۔ لیکن کہیں نہ کہیں سے تو اس کا آغاز ہونا ہے۔ لیجیے میں اس سفر کی ابتدا ایک رباعی سے کرتا ہوں، قانون ستار کے تعارف کی ابتدا بھی یہیں سے ہوتی ہے:

ہر تار سے ستار کا اسرار عیاں ہے
ہر نغمہ میں توحید خداوند جہاں ہے
کیوں وجد میں آئیں نہ بھلا صوفی و صافی
جب خشک سی اک چوب بھی سرگرم فغاں ہے

مختصر سی تمہید کے بعد کتاب کے مصنف و مولف سید صفدر حسین خان لکھتے ہیں:

"سید صفدر حسین خان دہلوی، خدمت میں شائقین ،علم موسیقی کے گزارش پرداز ہے کہ یہ نیاز مند ابتدا سے اس شعور سے خواہاں زیارت درویشاں باصفا و طالب مجالست ارباب علوم رہا۔"

چنانچہ جہاں چاہ وہاں راہ ہے کہ مصداق انھیں یہ طلب اجمیر لے گئی۔ وہاں ان کی مراد پوری ہوئی اور انہیں حضرت سید شاہ صاحب چشتی سے ملازمت حاصل ہوگئی۔ سید صفدر حسین صاحب کو یہ بزرگ فقیر کامل اور عاشق واصل لگے اور انہوں نے طمانیت قلب کے ساتھ ارادت کو ان کے دامن ہمت کی طرف دراز کیا ور مرید خانوادہ علیہ چشتیہ ہو گئے۔ یہاں سید صفدر حسین خاں صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حضرت امیر خسرو کی روایت کو دہرائی ہے۔ خسرو حضرت نظام الدین اولیا سے جیسی عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ سید صفدر حسین خاں نے ویسی ہی عقیدت کے ساتھ حضرت سید شاہ صاحب چشتی کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔

اب سید صفدر حسین خاں صاحب کے سامنے سوال یہ پیدا ہوا کہ اس فن کے حصول میں کون سا ساز ممد ومعاون ہوگا۔ بہت سوچ بچار کے بعد قرعہ فال ستار کے نام

Scanned by CamScanner

نکالا۔ پھر بہ قول سید صاحب ''شغل اور دل بہلانے کے لیے اس سے بہتر کوئی ساز نہیں، جامع بھی ہے اور معیوب بھی نہیں۔ پھر اس ایک ساز پر دسترس سے دوسرے آلات موسیقی، پر دسترس آسان ہوجاتی ہے''اور سید صاحب کے دل میں یہی دعا رہی کہ''خدا کرے کوئی ایسا یکتا مل جائے تو مستغنی ہوجاؤں''۔ چنانچہ جب ایسے صاحب فن کی جستجو ہوئی اور اسی دوران میں دربار پٹودی سے دہلی آنا ہوا تو ایک بزرگ خضر مثال نے'' یکتائے زمان مشہور آفاق، ستار نوازی میں طاق، جادو بیان، بیبا جان کے مکان تک سید صفدر حسین خاں کی رہنمائی کی۔ بیبا جان ستار باج میں کیا تاثر تھا اس کا بیان خود سید صاحب کی زبانی سنیے:

''ان کا جو ستار سنا سن رہ گیا، ماشاء اللہ چشم بددور، ہاتھ میں کیا رنگینی اور طاقت ہے۔ ان کے زیر و بم نے ساون بھادوں کا مزا اور اندر کی محفل کا سماں دکھایا۔ سامعین کو تصور حیرت بنادیا، جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا گویا یہ شعر انہیں کی شان میں ہے:

چھیڑ دے بیٹھ کے گر صبح کو اپنا وہ ستار
بھیرویں کو وہ اگر چاہے بنادے دیپک

واقعی فن ستار نوازی میں لاثانی ہیں۔ ایسا ملکہ کا ہے کو نصیب ہوتا ہے نفس الامر میں، یہ انہیں کا حوصلہ ہے کیونکہ اور تو برابر کا باج بجاتے ہیں اور وہ ٹھادون کا ستار بجاتی ہیں۔ ستار نوازوں میں اپنا اعجاز دکھاتی ہیں۔ ہائے میاں تان سین نہ ہوئے ان کے ہاتھ چھوتے اور بیجو اگر ہوتا سن کر بیخود ہوجاتا۔ استاد ذوق نے یہ شعر گویا انہیں زبان سے کہا ہے:

واقف موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی میں بارہ مقام اور کبھی میں چاروں گت

اور سید صفدر حسین خاں بیبا جان صاحبہ کے باج پر لٹو ہوگئے اور درخواست کی بیبا جان انہیں تعلیم دینے پر رضامند ہوجائیں۔ بیبا جان صاحبہ نے یہ فن بہادر خاں جی ولد مسیت خان کما سے سیکھا تھا اور شاگرد خاص میں شمار ہوتی تھیں۔اس دور میں بڑے بڑے استاد بہادر

Scanned by CamScanner

خان جی کا نام لے کر خاک چاٹتے تھے۔ بہادر خان جی بنیادی طور پر بین کار تھے۔ لیکن ان کی انگلیاں کسی وجہ سے زخمی ہوئیں تو ستار باج کی طرف آ گئے اور ستار میں بین کے توڑے کو بھر دیا۔ تو گویا بیبا جان صاحبہ ستار پر وہی باج بجاتی تھیں جو سرود و ستار باج کا خوبصورت آمیزہ تھا۔

''قانون ستار'' ۲۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں الگ سے چار صفحات کی ''فہرست قانون ستار بہ حروف تہجی'' دی گئی ہے۔ یہ فہرست راگوں کی معلومات فراہم کرتی ہے۔ اس کی حیثیت Self Explanatory ہے۔ اس میں ایک سو ایک راگ و راگنی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

صفحہ سے صفحہ ۱۷۴ تک تقریباً ۷۴ راگوں کے حوالے سے فرداً فرداً، اس کے سرگموں کی زبان میں گتیں مقرر کی گئی ہیں۔ راگ کا پھیلاؤ اور آرائش کے لیے توڑوں کا ذکر ہے۔ مثال کے طور پر نمبر شمار ۳۸ گت سارنگ دن چڑھے کا راگ ٹھاٹھ کافی:

در دا در دا را (داسم دا را) در دا در

دا را) دا (دا را)

گت ہمیر۔ ٹھاٹھ ایمن:

در دا در دا را (داسم دا را) در دا

در دا را دا دا را

توڑ نمبرا

(در دا در) دا را (دا دا را) در دا

(در دا را) دا دا را دا دا در (دا دا)

دا را را دا دا را در دا در دا را

گت شروع۔۔۔۔۔۔

Scanned by CamScanner

صفحہ ۱۷۵ سے ۲۳۱ تک مختلف مروجہ راگ راگنیوں کے بول رقم کیے گئے ہیں۔

اس ذکر کا اختتام دوہوں پر ہوتا ہے۔ ۲۳۳ سے راگوں کے بولوں کا سلسلہ شروع ہو کر صفحہ ۲۴۴ پر ختم ہوتا ہے۔ اس صفحہ سے جیارام صاحب برادر تیج سنگھ صاحب رئیس ریواڑی کے طبعزاد بولوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو خیال گائیکی کی مطابقت سے رقم ہوئے ہیں۔ ابتدا خیال للت تال تلواڑہ سے ہوتی ہے۔ تم بن کون ہرے، سم موری، پیر حضرت نظام الدین اولیا پیر۔ آن پڑی دربار تمہارے نس لیجو حضرت امیر...... حضرت نظام الدین اولیا پیر۔

جیا جی رام کے طبع زاد گیتوں کا یہ سلسلہ ۲۶۱ صفحات پر ختم ہو جاتا ہے۔

صفحہ ۲۶۲ پر تقریظ ''قانون ستار'' طبع سابق۔ اس کے ساتھ ہی کئی قطعات تاریخ مطالعے میں آتے ہیں۔ جن سے کتاب کا سن اشاعت ۱۲۸۸ ہجری مطابق ۱۸۷۱ء نکلتا ہے۔

خاتم الطبع کے عنوان سے ریختہ قلم جادو رقم ابوناظم محمد حامد علی خاں حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا کی لکھی رباعی ہے:

قانون کمالات ہے قانون ستار
اک طرفہ طلسمات ہے قانون ستار
کیا سہل ہوا ہے اب فن موسیقی
مرشد کی کرامات ہے قانون ستار

اس کے بعد دو صفحات میں حامد علی خان حامد صاحب کے تعارفی کلمات ہیں، جو ۲۷۴ صفحہ سے شروع ہو کر ۲۷۶ صفحہ پر ختم ہوتے ہیں۔ ۲۷۵ صفحہ کا آدھا اوپری حصہ دست برد زمانہ سے غائب ہے، اس صفحہ کے دوسرے نصف میں حامد صاحب لکھتے ہیں:

''جناب سید محمد صفدر حسین خاں صاحب اکسٹرا کمشنر بہادر دہلی کی کتاب لاجواب مسمی بہ قانون ستار ہے جس پر شائقین فن موسیقی کا جان و دل نثار ہے۔ اس کتاب لاجواب کی خوبیوں پہ جس قدر

Scanned by CamScanner

لکھے کم ہے۔ یہ مجموعہ گلستان ہمیشہ بہار موسوم بہ قانون ستار نول
کشور پریس کان پور میں بہ سرپرستی معلے القاب عالی جناب منشی
پراگ نرائن صاحب رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ، باہتمام کامل
جناب منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بار پنجم شمارہ ستمبر ۱۹۱۱ء
چھپا اور اشاعت پذیر ہوا۔"

صفحہ ۱۰۹ پر میاں علی رضا خان کی ترتیب دی ہوئی گت جھنجھوٹی ٹھاٹھ ایمن ۔رضاخانی باج کے انداز کی مظہر ہے:

دار دا دا دار دا دا (دار دا) دا دا

دا (دا را) دا (در در) دار دا دا

توڑہ نمبرا:

(در در) دا (داد دا (در در) دا (داد دا)

(در در) دا(داد دا) (در در) دا داد دا

گت شروع:

قانون ستار کے مصنف سید صفدر حسین خاں صاحب نے کتاب کے دیباچے میں جسے آج کل پیش لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اپنے بارے میں اور اپنے شوق کے بارے میں لکھا ہے۔ اس سے ان کی موسیقی سے گہری رغبت کا پتا چلتا ہے، اس بنا پر وہ موسیقی کے سچے عاشق کہے جاسکتے ہیں۔ وہ کتاب میں جستہ جستہ بڑی فراخدلی سے عالمان ومشاہیر موسیقی کا ذکر کرتے چلے گئے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"خانصاحب مستغنی الاوصاف نواب غلام حسن خان صاحب جنکا شمار مشاہیر موسیقی میں ہوتا تھا اور مشفق مکرم خواجہ صاحب سلمہ،اللہ تعالیٰ کہ جن کا شمار فی زماننا مفتہمات صنادید جہاں سے ہوتا تھا، ان حضرات

Scanned by CamScanner

ہے بعض بعض مقامات اور صحت سمتوں کی دریافت ہوتی رہی۔

مردان علی خان مولفہ کتاب موسیقی ''غنچہ راگ'' کے بارے میں سید صفدر حسین علی خاں لکھتے ہیں کہ ''فی الواقع نہ دید ہے نہ شنید ہے، کتاب عجیب ہے اور نسخہ غریب ،تحقیقات نغمات ہند میں لاثانی ہے۔غیرت دہ ازژنگ بہزاد مانی ہے۔ اللہ اللہ عبارت کی کیا روانی ہے کہ ملا عبدالرزاق سورتی کی میانی الذغانی اس کے سامنے پانی پانی ہے گویا دریا کو کوزہ میں بھرا ہے۔''

انہوں نے منشی اجاگرمل صاحب کی فن ستار پر قبل لکھی گئی کتاب معلم الستار کو اس راہ تاریک کا چراغ کہا ہے۔ انہوں نے آخر میں قارئین قانون ستار سے کچھ نہیں چاہا ہے،اپنی طلب کے لیے مومن کا یہ شعر لکھ دیا ہے:

خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم
تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

سید صفدر حسین خان ''مقدمہ'' میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''دو طرح کے باج ستار'' کا ذکر کیا گیا جو ان کے دور تک مروج تھا۔ ایک مسیت خانی اور دوسرا علی رضا خانی جس کو پوربی کہتے ہیں۔ پوربی کے باج کے متعلق سید صاحب کا خیال ہے''یہ باج ذرا مشکل ہوتی ہیں کیوں کہ ان کے بول آڑے ہوتے ہیں اور چال گتوں کی تیز اس لیے ان کے ساتھ تال ادھے کی بجائی جاتی ہے اور پھیلاؤ بھی ان گتوں کا دشوار ہے، جس زمانے میں راقم ملک پورب اور دکن میں تھا تو اکثر دوست پوربی ستار بجاتے تھے۔''

آگے سید صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ

Scanned by CamScanner

پوربی باج سے زیادہ متاثر نہ تھے۔ وہ مسیت خانی باج کے پرستار
تھے۔ اس حوالے سے بات علی رضا خان تک آ گئی ہے تو اس کے
آگے پیچھے کی کچھ معلومات رقم کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، یہ علی
رضاخان، رضا خانی باج کے موسس غلام رضا خاں کے صاحبزادے
تھے۔ غلام رضا خان، رضا خانی باج کے موسس وموجد، پٹنہ کے
رئیس تھے۔موصوف پہلے نواب آصف الدولہ اور بعد ازاں واجد علی
شاہ کے دربار سے وابستہ رہے۔ ''معدن الموسیقی'' کے مصنف حکیم
کرم امام خاں نے رضا خان کے فن ستار نوازی کی تعریف کی ہے۔
البتہ تیز لے میں باج کی دشواری کی وجہ سے غلام رضا خاں کو اپنے
باج اوّل و آخر فرد کہہ کر اپنی بات ختم کر دی ہے۔''

قانون ستار کے مصنف سید صفدر حسین خاں نے صفحہ ۲۶ پر ستار ملانے کا طریقہ بھی رقم کیا ہے۔میں اسے یہاں من وعن پیش کرتا ہوں کہ ستار پر کوئی گفتگو اس کے بغیر ادھوری سمجھی جائے گی۔

''واضح ہو کہ ستار پر اکثر چھ تار آہنی و برنجی ہوتے ہیں۔

باج کا	تارا آہنی	کھرج برنجی	پنچم آہنی	رنرز برنجی	پپیہا آہنی
ایک	دو	ایک	ایک	ایک	ایک

اول کھرجوں کو ملاوے کہ آواز ان کی یکساں ہوجاوے پھر باج کے
تار کو ملاوے اور انگلی پردہ سر یعنی نمبر ۱۱ پر رکھ کر دیکھے اگر آواز اس
کی کھرجوں سے مطابق ہوجاوے تو جاننا چاہیے کہ وہ ہر سہ تار مل
گئے ورنہ کھونٹیوں کو موڑ کر کم وبیش کر کے درست کر لے، ازاں بعد
تار پنچم کو ملاوے اور اس تار کو کھرجوں سے کم ملاوے اور پردہ نمبر ۱۵

Scanned by CamScanner

یعنی اتری پنچم پر تار باج کو انگلی سے دبا کر تار پنچم کو دیکھے اگر آواز دونوں تاروں کی برابر معلوم ہو تو جاننا چاہیے کہ یہ تار بھی مل گیا اور اس کے تار لرز کو تار کھرج سے برابر ملاوے کہ ہم آواز ہو جاوے۔ اس کے بعد پپیہا کو ملاوے اور پردہ نمبر ۱۱ پر تار باج کو انگشت سے دبا کر مثل تار پنچم سے مقابلہ کرے جب دونوں ہم آواز ہو جائیں تو اس کو بھی صحیح جاننا چاہیے۔غرض جب جملہ تاروں کی آواز یکساں ہو جاوے گی تو گویا ستار مل گیا۔ مگر چھوٹے بڑے ستار کا لحاظ ضرور ہے کیا معنی کہ جو ستار چھوٹا ہوگا اس پر جنگ یعنی چڑھے سر خوش معلوم ہوں گے اور ستار کلاں پر جھالے سُر یعنی اترے اور ملائم خوش اور اچھے ہوتے ہیں اور گنجائش مینڈ کی کی زیادہ ہوتی ہے۔''

(قانون ستار، صفحہ ۲۶۔۲۷)

"قانون ستار" کے شائقین کے لیے''مقدمہ'' کے عنوان سے صفحہ ۱۵ پر جو اطلاع دی گئی ہے اس کی رو سے ''ستار پر دو طرح کے پردے ہوتے ہیں۔ اوّل بائیس پردے جن کو حرکت نہیں ہوتی اور یہ باعث اس قیام دوامی کے اچل ٹھاٹھ کہلاتا ہے ۔اصل میں یہ پردے بین کے ہوتے ہیں مگر بعض اشخاص ستار پر بھی رکھتے ہیں، دوسرا طریقہ عام ستاروں کا یہ ہے کہ ان پر سولہ پردے بدین تفصیل ہوں، چار پردے یعنی دوسرا اور دو پنچم کے ثابت یا غیر متحرک ہوتے ہیں اور اپنی جگہ سے سرکائے نہیں جاتے اور باقی پردے سیارہ یا متحرک کہلاتے ہیں۔ اصطلاح ستار نوازوں میں پردوں کے چڑھانے سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ پردے نیچے کی سمت بہ طرف تونبے کے اتارا جاوے اور اتارنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کوئی پردہ سیارہ اوپر کی جانب طرف کھونٹیوں کے چڑھایا جائے۔

علاوہ ازیں قارئین کی دلچسپی اور جان کاری کے لیے قانون ستار کے مصنف نے

مختلف ٹھاٹھوں میں بندھے ہوئے ستار کے نقشے بھی مہیا کیے ہیں۔ صفحہ ۲۸ پر ٹھاٹھ ایمن، صفحہ ۲۹ پر بھیروین، صفحہ ۳۰ پر ٹھاٹھ پیلو، صفحہ ۳۱ پر ٹھاٹھ پرچ کالنگڑا، صفحہ ۳۲ پر ٹھاٹھ جے جے ونتی، صفحہ ۳۳ پر ٹھاٹھ جونپوری، صفحہ ۳۴ پر ٹھاٹھ دیس، ۳۵ پر کالہڑا، ۳۶ پر ٹھاٹھ بھماچ، ۳۷ پر ٹھاٹھ کھماچ، صفحہ ۳۸ پر ٹھاٹھ دیس، صفحہ ۳۹ پر ٹھاٹھ کافی، صفحہ ۴۰ پر ٹھاٹھ کالنگڑا، صفحہ ۴۱ پر ٹھاٹھ نیڈول۔

نمونے کے لیے ٹھاٹھ ایمن، ٹھاٹھ بھیرویں اور ٹھاٹھ کھماج کے نقشہ مندرج ہیں۔ جنہیں مضمون کے آخر میں دیکھا جائے۔

ستار باج کے حوالے سے جیراج بھائی نے اپنی انگریزی کتاب موسیقی (نام بھول رہا ہوں) میں استاد ولایت خاں کا بہ طور خاص ذکر کیا اور انہیں ستار باج میں ایک مخترع کی حیثیت سے شناخت کیا ہے۔

استاد ولایت خاں اب ہم میں نہیں رہے، فروری ۲۰۰۴ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ وہ ستار باج میں امداد خانی باج سے تعلق رکھتے تھے، امداد خانی باج، ولایت خاں کے دادا استاد امداد خاں (پ: ۱۸۸۴ء) کے نام سے منسوب ہے۔ ان کے بعد ان کے نامور بیٹے عنایت خاں نے اس باج کو اس قدر عروج و کمال دیا کہ ناقدین نے استاد عنایت خان کو بیسویں صدی کے سب سے بڑی ستار نواز کی حیثیت سے شناخت کیا۔ استاد عنایت خاں کے بعد فن ستار نوازی کو ان کے لائق بیٹے استاد ولایت خاں نے اپنے انداز میں توسیع دی۔ استاد امداد خاں موسیقی کے اسکول میں اعلیٰ تربیت دینے کے لیے کلکتہ کے رئیس سریندرا موہن کے بڑے بھائی جوتندر اموہن کی دعوت پر ۱۹۱۱ء میں کلکتہ آئے اور ان کی سرپرستی میں مہر علی لین کلکتہ میں آباد ہو گئے، یہیں ان کے نامور صاحبزادے استاد عنایت خاں ۱۹۲۸ء میں مہر لین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ موسیقی کی تعلیم عظیم باپ سے حاصل کر کے مہاراجہ مکتا گاچھا گوری پور کے ہاں ملازم ہو گئے۔ راجہ نے استاد عنایت خاں کی

Scanned by CamScanner

بڑھ چڑھ کر قدر دانی کی۔ امداد خانی باج کی تثلیث کا دلچسپ تناظر دیکھیے ، دادا اس باج کے موجد، بیٹے استاد عنایت خاں نے بیسویں صدی میں عظمت کا نیا جھنڈا گاڑا اور پوتے استاد ولایت خاں نے ستار کے ساز میں اجتہاد کیا۔ اس اجتہاد ایجاد کے بارے میں ''جیراج بھائی'' لکھتے ہیں:

Vilayat Khan's most out standing innovation is the introduction of the Gayaki (vocal) style on the sitar in whcih the pharazing and ornamentations are based on voice technique. This has only been possible, because Vilayat Khan is also accomplished singer, this necessiated a modification of the Sitar as well as an adjustment in playing technique.

Among Vilayat Khan's other innovations one is of particular importance in connection with this record. He has evolved a new method of tunnings(سر کرنے کا)that playing strings of the sitar, which necessiates the removal of the bass, third and forurth strings uaually of copper and bronze and replacement of these by a single steel strings.

Given over before Vilayat Khans new tunnings of six strings) sitar:

ابھی تک ستار باج کے تین بڑے اسکول اور ان کی خصوصیت کا ذکر کتب موسیقی میں ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اوّل مسیت خانی باج۔ یہ صاحب میاں تان سین کی تیسری پیڑھی میں ہو گزرے ہیں، دوسرا رضا خان باج ہے یہ محمد رضا خاں یا غلام رضا خاں کے نام سے مختص ہو کر رضا خانی باج کہلایا اور تیز لے کا باج ہے۔ یہ دونوں نام انگریزی اردو کے کتب موسیقی میں ایک ہی شخص کے لیے استعمال ہوتے آ رہے ہیں۔ لیکن ''اصول النغمات آصفیہ'' میں اس کے مصنف نے اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے ''غلام رضا خاں ابن محمد پناہ''

غلام رضا عظیم آباد کے رئیس اور شاہان اودھ کے دربار سے متعلق تھے۔ غالباً آصف الدولہ کی فرمائش پر ہی غلام رضا خاں نے اصول النغمات آصفیہ بہ زبان فارسی تصنیف کی۔ شاہد دہلوی مدیر ساقی نے اس نسخے کی بڑی توصیف کی ہے۔ اصول النغمات آصفیہ ۱۸۱۳ء میں مکمل ہوئی۔ جیراج بھائی، عطیہ فیضی (مولفہ دی انڈین میوزک) اور پروفیسر عبدالحلیم (ہسٹری آف انڈو پاک میوزک) نے بھی اپنی اپنی کتاب میں موسیقی میں بہ طور خاص اس کا ذکر کیا ہے۔

غلام رضا خان کے بیٹے علی رضا خاں نے بھی ستار نوازی میں اپنے والد، صاحب ایجاد و اختراع کے نقش قدم پر چل کر پٹنے اور کلکتے میں نام وری اور شہرت حاصل کی اور بعد ازاں ہندوستان گیر پیمانے پر اپنے خاندان کا نام روشن کیا۔

امداد خانی باج کے موجد و مخترع استاد ولایت خاں کے دادا امداد خاں کہلائے، کہا جاتا ہے۔ اس باج کی تشکیل میں مسیت خانی اور رضا خانی باج کا امتزاج شامل ہے۔ علاوہ ازیں ستار کے تاروں میں گائیکی انگ اور اس کی چلت پھرت کو برتا گیا ہے۔

استاد ولایت خاں نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر اپنے لیے بجائے سات تار،

Scanned by CamScanner

کے چھ تار کا ستار وضع کیا جس میں سارے تار اسٹیل (لوہے) کے استعمال ہوتے ہیں۔

اس طرح تاریخ کے حوالے سے اگر ستار باج کے ارتقا کا جائزہ لیا جائے تو اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ انیسویں صدی مسیت خاں کے بیٹے بہادر خان جی کی نامور شاگردہ بیبا جان دہلوی اور قانون ستار کے مصنف و مولف سید صفدر حسین خاں اور دیگر سینی گھرانے کے ستار نواز کے اثر میں رہی۔

بیسویں صدی مکمل امداد خانی باج کے زیر اثر و سحر رہی، بنگال سے پنجاب تک یعنی کلکتہ سے لاہور تک اس سحر کی کارفرمائی دیکھی گئی۔ ۱۹۱۱ء سے امداد خان خود کلکتے آ گئے۔ ان کے عظیم بیٹے استاد عنایت خاں کی تمام عمر اسی آب وہوا میں گزری، استاد عنایت خاں کے لائق بیٹے استاد ولایت خاں نے اپنے بزرگوں کی طرح ہندوستان گیر عظمت وشہرت حاصل کی۔ پاکستان میں اس طرز خاص کے واحد نمائندہ استاد شریف خاں پونچھ والے تھے جنہوں نے یہ فن براہ راست استاد عنایت خاں سے حاصل کیا تھا۔

استاد ولایت خاں کے بڑے معاصر پنڈت روی شنکر ستار نوازی میں اندرون ملک اور بیرون ملک شہرت رکھتے ہیں۔ پنڈت روی شنکر کے ہاں یہ فن استاد علاء الدین خاں سے آیا جو برہمن بڑیا (بنگلہ دیش) کے متوطن ہیں۔ خود روی شنکر کا آبائی وطن جیسیو (بنگلہ دیش) ہے۔

باب ''قانون ستار'' سے شروع ہوئی جس کے مولف و مصنف سید صفدر حسین خاں ہیں۔ اس کے کئی ایڈیشن ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء تک شائع ہو چکے تھے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ فن ستار نوازی کے حوالے سے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ اس باب میں قانون ستار ایک انسائیکلو پیڈک رویہ رکھتی ہے۔ بجا طور پر ستار کے باب میں ''قانون ستار'' ایک قدیم و نایاب کتاب ہے۔

Scanned by CamScanner

منظورۂ صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر [illegible]

قانون [illegible]

بمقام کانپور

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع [illegible] چھپا

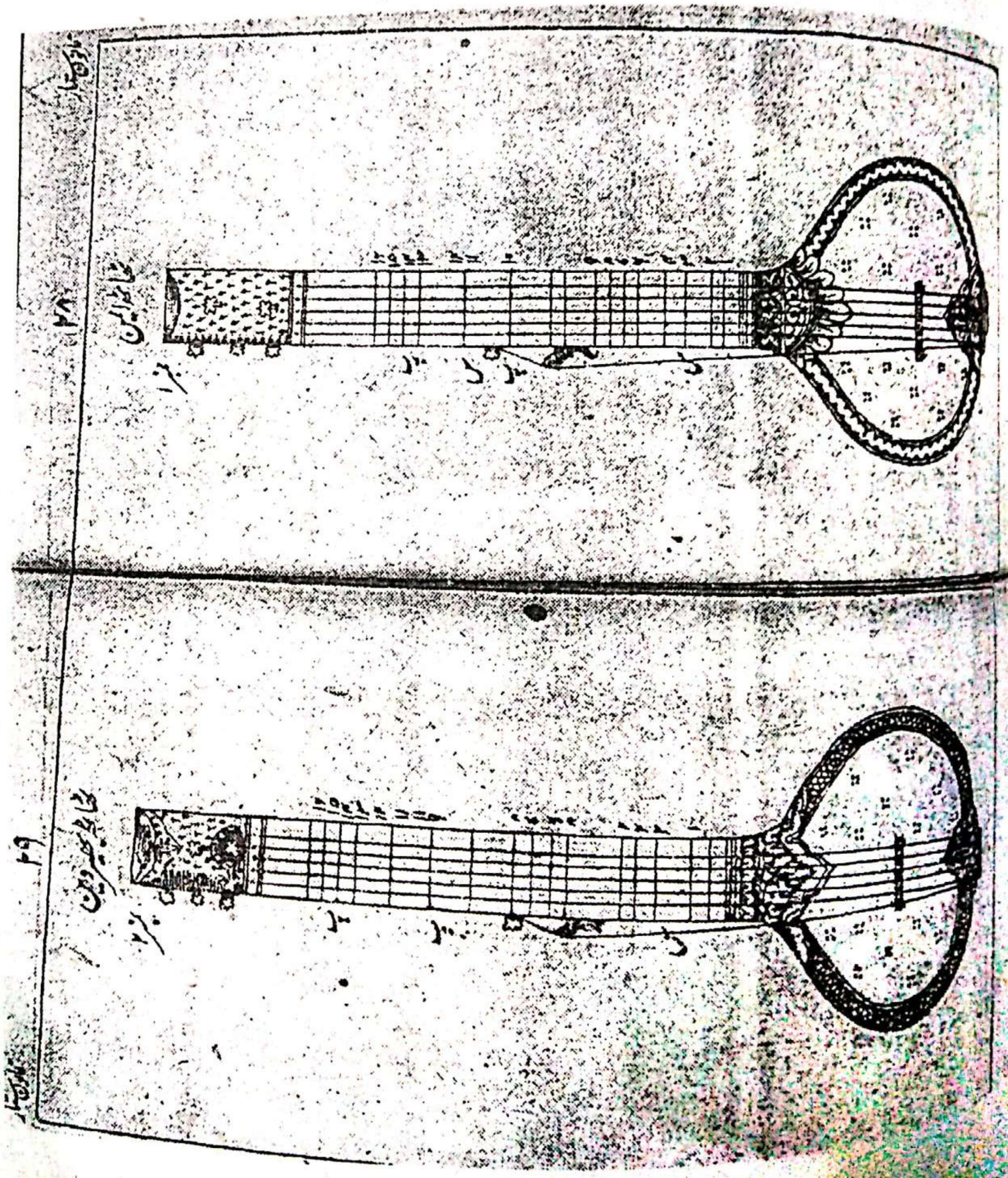

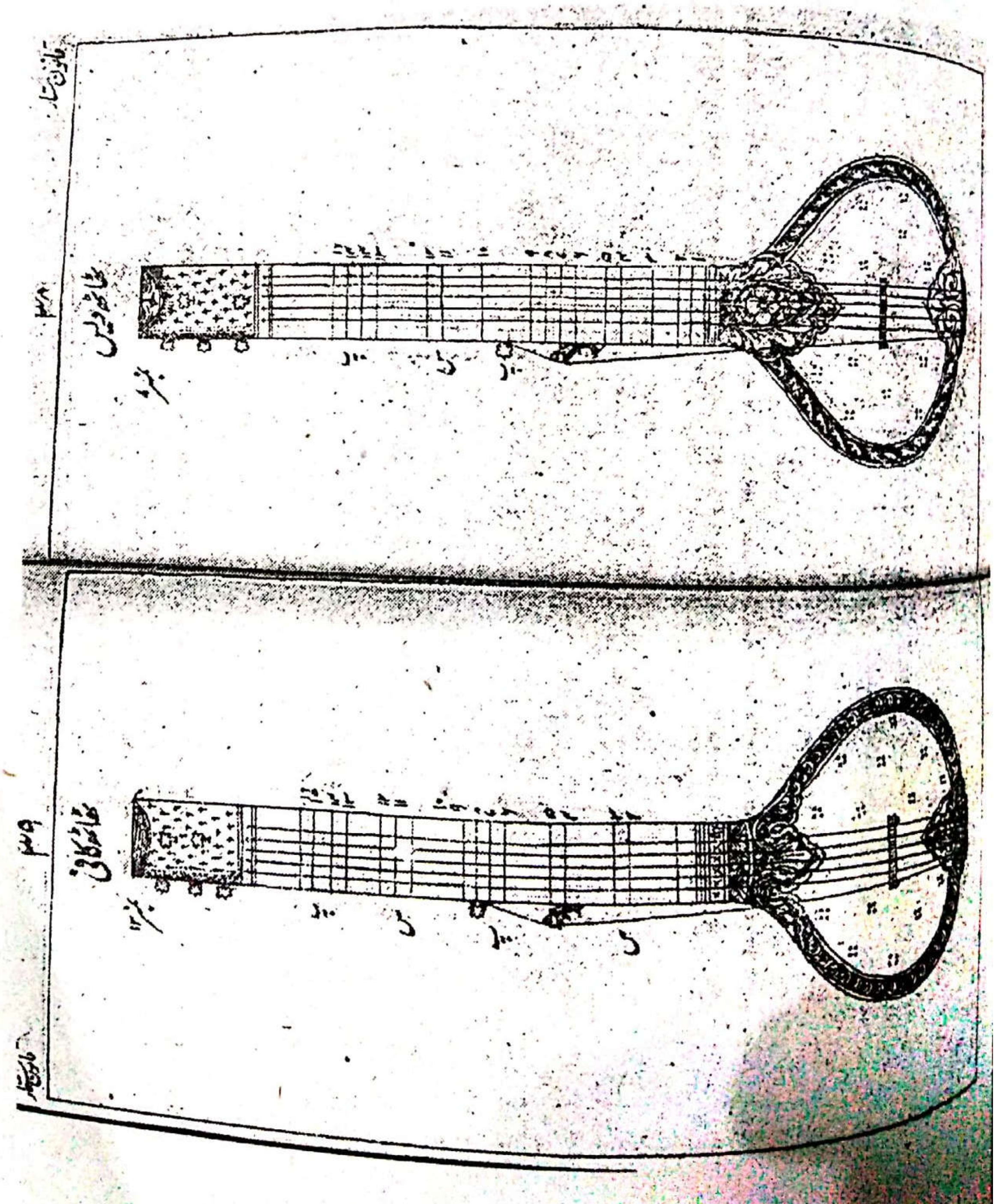

Scanned by CamScanner

گت یمن کھاٹھ ایمن

نمبر ۲

دارا (در دارا) دا دارا در دا در دارا (دا دا) را

۱۰ ۹ ۹ ۷ ۹ ۱۰ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۲ ۱۰ ۹

توڑہ نمبر ۱ – بعد گت

در دا در (دارا) دا دارا در دا در دارا (دادا) گت شروع

۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹ ۱۰ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹

توڑہ نمبر ۲ – بعد گت

در دا در (دارا) دا دارا در دا در دارا (دادا) گت شروع

۷ ۶ ۵ ۴ ۷ ۹ ۱۰ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹

توڑہ نمبر ۳ بعد نمبر ۱ گت کے

دا در دارا دا (در دارا) دا دارا در دا در ۱۰

۱۲ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۶ ۹ ۱۰ ۹ ۱۱ ۱۰ ۱۲

را (دادا) را –

۱۱ ۱۰ ۹ گت شروع

توڑہ نمبر ۴ بعد گت

دار دا در دارا دا دارا) در دا در دا در دارا در دارا – گت شروع

۶ ۷ ۶ ۵ ۴ ۵ ۶

گت نمبر ۳ – الّیہ بلاول ٹھاٹھ ایمن

دا در دارا دا در دارا دا دارا (در دا) در درا – دا در دا

۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۸ ۵ ۵ ۶ ۷ ۸ ۶ ۸ ۹ ۸ ۱۰ ۷ ۹ ۸

را دا در دارا دا (دارا) در دا در دارا –

۷ ۹ ۸ ۹ ۸ ۱۰ ۹ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱

توڑہ نمبر ۱ – بعد گت

(دارا) در دا در دارا (دادا) را در دا در دارا – گت شروع

۵ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹ ۱۲ ۱۱

توڑہ نمبر ۲ – بعد گت

دا (دارا) در دا در دارا دا درا (در دا) در دارا در در دا

۴ ۳ ۴ ۳ ۲ ۱۲ ۱۱ ۲ ۳ ۳ ۵ ۴ ۴ ۴ ۵ ۴ ۳

دارا (در دا) را دا (دارا) در دا در (دارا) – گت شروع

۷ ۵ ۶ ۵ – ۹ ۷ ۹ ۱۰ ۱۲ ۱۱

تو کریم رحیم رب مانس پاک پروردگار تو میرا —

خیال ایمن تال تلواڑا

کو کیلا بولی رتے پیا کون دیس کو نکی بار ہو رامن لاگے لو —

جب تین ورشب بری الن کی آن بن رہو بوبجاے —

خیال ایمن تال چاچر

محمد باغ سو اگ کو رچو ہو کر آ کر ایک سبد مین سب کیو کرت نہ لاگی بار

چار مین نروش نبی پھول رہی جیلو الہین پیا کہین کتنگی رای بیل ہار سنگھار

باغ ہتاسے آئین برن برن کی نار کوئی چنت ہے پھول کلی کوئی

پھل ڈار کہین انبہ کہین املی کہین نارنگی انار —

چوک صحن سناوے کے بیچ بیچ نہرہے بازار بیچے صراف سود

کرین کنچن کو مو پار — کھوٹا کھرا سب آے پوکھے کا عجب

یوسف نت سمرن کرے احمد نام ادھار سچا نام محمد تا کو ڈرا لبستان

دین و دنی کو آسرا امت او تارن پار —

رباعی ایمن تال تو الی

حضرت چلے معراج کو، بلغ العلےٰ بکمالہ، شد وجگ مین اجیالا ہوا

کشف الدجےٰ بجمالہ —

وصفات انکے نیک ہین، حسنت جمیع خصالہ

سارے ملائک یون کہین، صلوا علیہ وآلہ —

خیال ایمن کلیان تال تلواڑا

ن ری پیا کو رجھا لوگن کی چرچا کرکے　اگگر گگرس سرگم

گرس سرگم مدھپ مگر گگرس —

در در تمدڑ در تمدڑ در د متلانگ نانا تمدیر در —

ترانہ ایمن کلیان تال چوتالہ

نوم درنا تدی ین رے تار تدار ترید آآآنی

دھلا دیم تاناتا تنا درنا دیم تا دانی —

نوم تانوم تنی درنا اوے تنی درنا دیم تدیم تا درنا

درنا گگر بگرس لی دانی لالا لے —

ترانہ ایمن کلیان تال تلواڑا

نوم تنی درنا تنی درنا نا در در در در در در

در در تا تدار دانی تدار دانی

Scanned by CamScanner

ٹپہ کھماج تال ٹھیکہ

گنج گذاری رنگین آرہی رین رہے ناہیرا یاران ۔

چلا گیا دھن میں اپنی ایک نہانی سیئیں ۔ اری سیئیں رہی ناہیرا یاران

ٹھمری کھماج تال ادھا

ارے نپے شہزادہ عالم کے لیے صحرا جنگل بیابان پھری ۔

تن خاک ملی پہنی کفنی کر جوگن کا سامان چلی ۔

اتر دکھن پورب پچھم دلی شہر ملتان پھری ۔

ٹھمری کھماج تال تلواڑا

موہے ڈگر چلت ذینی گاری رہے ۔ رسیانے دیکھو موری آلی

بستی کرت میں تو چلن کر ناری ۔

قبر پھرتے چلی ہوں تو دھام سے بیچ سکھی رنی ٹھار دیکھ میں جل

پنگھٹ کی گیل موہے جانے نہ دے سندر پیار گھت چھیب نیاری

دادرا کھماج تال دادرا

ارے ہاں رہے کہیں لچک لچک چلت موری آو کے ۔

ادھر اودھر ادھر مدھر مدھر مرلی والو ۔

کہیں لچک لچک چلت مورے آوے ۔ ادھر ادھر ادھر مدھر

مدھر مرلی والو ۔

سوہنی صورت مدھری مورت بن بین گوالا چیرا و غو ماتھ لکٹ

کاندھے کمریا کے ستے بین بجاونے ۔ کہیں لچک لچک چلت

مورے آوے ۔ ادھر ادھر ادھر مدھر مدھر مرلی والو ۔

خیال کھماج بہار تال چاچر

اری جا سے نینا لاگ رنگ ہے رہے جانے ہمیں کونسی انوکھی نار ۔

آئیو بسنت سبھی بن پھولے جا میں بھونرا اور جھرہوری جانے

ہمیں کونسی انوکھی نار ۔

خیال کھماج بہار تال تلواڑا

کرسوں لیجاگڈوا پی پاس موتی بن کرسوں ۔

ارے ہاں لال رنگ رس کی نافرمانی گل وادھی ڈیکھ [illegible]

کیسی پھولی سرسوں ۔

ٹپہ کھماج بہار تال چاچر

آج بنا میرے آیا رنگ گھن وار دن مین نگ موہن میت [illegible]